بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ
دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب)   Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19؍نومبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

صحابہؓ کی پہلی حالت اور قبولِ اسلام کے بعد پیدا ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کے واقعہ کو بطور مثال بیان فرمایا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے اپنی بہن اور بہنوئی سے قرآن کریم سنا تو رو پڑے اور دوڑے دوڑے رسول کریم ﷺ کے پاس گئے اور عرض کی کہ گھر سے نکلا تو آپؐ کو مارنے کے لیے تھا لیکن خود شکار ہو گیا ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہی صحابہ تھے جو پہلے شراب پیا کرتے، آپس میں لڑا کرتے لیکن جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو قبول کیا اور دین کے لیے ہمت اور کوشش سے کام لیا تو نہ صرف خود اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے بلکہ دوسروں کو بھی اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا باعث ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کی خشیتِ الٰہی کی یہ حالت تھی کہ فرماتے اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری بھی مر گئی تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے سوال کرے گا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے ابن خطاب! تُو ضرور اللہ سے ڈر ورنہ وہ ضرور تجھے عذاب دے گا۔ آپؓ کی انگوٹھی پر یہ الفاظ کندہ تھے کہ واعظ ہونے کے لحاظ سے موت کافی ہے۔ عبد اللہ بن شہزاد کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمرؓ کی ہچکیاں سنیں اور مَیں آخری صف میں تھا آپؓ یہ تلاوت کر رہے تھے کہ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ یعنی مَیں اپنے رنج و اَلَم کی صرف اللہ کے حضور فریاد کرتا ہوں۔ اس روایت کو بیان کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ جو ذکرِ الٰہی میں گم رہتے ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اور کا دربار ملتا ہی نہیں جہاں وہ اپنے غم اور دکھ روئیں اور اپنے سینوں کے بوجھ کو ہلکا کریں۔

پرانے خدمت کرنے والوں اور قربانی کرنے والوں کا آپؓ اتنا خیال رکھتے کہ ایک دفعہ کچھ قیمتی اوڑھنیاں آئیں تو آپؓ نے وہ تقسیم فرمائیں اور حضرت امِّ سلیط کو یہ کہتے ہوئے اس کا حق دار قرار دیا کہ احد کے دن امِّ سلیط ہمارے لیے مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کی وفات کے بعد پریشانیوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ خفاف بن ایما غفاری کی بیٹی ہے جو صلح حدیبیہ میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ موجود تھے۔ یہ سن کر آپؓ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ واہ واہ! بہت قریب کا تعلق ہے پھر ایک مضبوط اونٹ پر اناج کی بوریاں لادیں، سال بھر کے لیے مال اور کپڑے رکھے اور اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں دی اور فرمایا کہ یہ ختم نہیں ہو گا کہ اللہ تمہیں اور دے گا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ رات گئے مختلف گھروں میں داخل ہوئے جہاں حضرت طلحہ نے آپؓ کو دیکھ لیا۔ اگلی صبح حضرت طلحہ ان گھروں میں سے ایک گھر میں گئے وہاں ایک بوڑھی نابینا عورت تھی جس نے حضرت طلحہ کے پوچھنے پر بتایا کہ رات جو شخص میرے گھر آیا وہ کافی عرصے سے میری خدمت کر رہا ہے اور میرے کام کاج کو ٹھیک کرتا ہے اور میری گندگی دور کرتا ہے۔

حضرت عمرؓ شام سے واپسی پر قافلے سے الگ ہو کر لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے نکلے۔ دُور دراز ایک خیمے میں ایک بوڑھی عورت سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ خدا عمر کو میری طرف سے جزائے خیر نہ دے جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے مجھے اس کی طرف سے کوئی عطیہ نہیں ملا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمر کو تیرے حالات کی خبر کیسے ہو گی۔ اس عورت نے کہا سبحان اللہ! مَیں گمان نہیں کرتی کہ کوئی شخص لوگوں پر والی بن جائے اور اسے یہ خبر نہ ہو کہ اس کے مشرق و مغرب میں کیا ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ ہائے ہائے عمر! کتنے دعوے دار ہوں گے ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے۔ پھر آپؓ نے اس عورت سے کہا کہ تُو اپنی مظلومیت کے حق کو کتنے میں بیچتی ہے کہ مَیں عمر کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں۔ اس عورت نے اول تو اسے مذاق جانا پھر پچیس دینار قبول کر لیے۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ وہاں داخل ہوئے اور حضرت عمرؓ کو امیر المومنین کہہ کر مخاطب کیا۔ یہ سن کر وہ عورت ڈر گئی، پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھ پر کوئی جرم نہیں۔ اس کے بعد آپؓ نے ایک تحریر لکھی کہ آج عمر نے فلاں عورت سے اس کا حق مظلومیت پچیس دینار میں خریدا ہے، اب اگر وہ محشر میں اللہ کے سامنے دعویٰ کرے تو عمر اس سے بری ہے۔ علی اور عبد اللہ اس پر گواہ ہیں۔ آپؓ نے وہ تحریر حضرت علیؓ کو دی اور فرمایا کہ اگر مَیں تم سے پہلے گزر جاؤں تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔

حضرت عمرؓ نے ایک لڑکی سے اپنے بیٹے عاصم کا رشتہ صرف اس کی سچائی کو دیکھ کر کر دیا تھا۔ ایک شخص کو بازار میں راستے سے ہٹانے کے لیے اپنے کوڑے سے اشارہ کیا وہ کوڑا ہلکا سا اس کے لباس سے لگ گیا۔ ایک سال بعد اس شخص کو چھ سو درہم دیے اور فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہے۔ آپؓ یہ بھی دیکھا کرتے کہ بازار میں اشیاء کی قیمتیں ایسی ہوں جن سے کسی بھی فریق کے شہری حقوق متاثر نہ ہوں۔ ایک شخص نے اپنی بیٹی کے متعلق بتایا کہ اس سے گذشتہ زندگی میں غلطی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد اس پر لگ گئی تھی۔ اس نے خودکشی کی بھی کوشش کی تھی لیکن اب وہ توبہ کر چکی ہے۔ کیا اس کی شادی کے لیے پیغامات لانے والوں کو اس سب کا بتایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ نے اس کا پردہ رکھا اور تُو اس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تُو نے ایسا کیا تو مَیں تجھے پورے شہر والوں کے سامنے عبرت کا نشان بناؤں گا۔

سترہ ہجری میں حضرت عمرؓ مدینے سے شام کے لیے روانہ ہوئے اور سرغ مقام پر پہنچے وہاں آپؓ کو علم ہوا کہ رملہ اور بیت المقدس کے راستے میں چھ میل کے فاصلے پر ایک وادی عمواس ہے، جہاں طاعون پھوٹ پڑی ہے۔ اس وبا نے پورے شام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پچیس ہزار کے قریب اموات ہوئیں۔ حضرت عمرؓ اس دوران کس طرح لوگوں کی فکر کرتے رہے، اس کا بیان صحیح بخاری کی روایت میں ملتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان پیش فرمایا کہ جہاں وبا پھوٹ پڑے وہاں مت جاؤ اور اگر اس جگہ پر ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے مت نکلو۔ اس وبا کے نتیجے میں حضرت ابو عبیدہؓ اور شام میں آپ کے جانشین حضرت معاذ بن جبلؓ فوت ہو گئے۔ حضرت معاذ نے اپنا قائم مقام حضرت عمرو بن عاصؓ کو مقرر فرمایا تھا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے لوگوں کو فرمایا کہ پہاڑوں میں چھپ کر اپنی جانیں بچاؤ۔ اس طریق سے وبا آہستہ آہستہ کم ہو کر ختم ہو گئی۔ جب یہ اطلاع حضرت عمرؓ کو ملی تو آپؓ نے اسے بہت پسند فرمایا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کے علاوہ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت یزید بن ابو سفیانؓ، حضرت حارث بن ہشامؓ، حضرت سہیل بن عمروؓ اور حضرت عتبہ بن سہیلؓ اور دیگر معززین بھی اس وبا سے فوت ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی قبولیتِ دعا کے واقعات میں ذکر ملتا ہے کہ ایک دفعہ شدید قحط پڑا تو آپؓ نے نمازِ استسقاء ادا کی اور خدا سے دعا کی تو فی الفور بارش ہو گئی۔ اسلام سے قبل مصر کے لوگوں میں رسم تھی کہ جب دریائے نیل خشک ہوتا تو وہ ایک کنواری لڑکی کو سجا سنوار کر دریا میں ڈال دیتے۔ اسلام کے بعد جب دریائے نیل خشک ہوا تو حضرت عمرؓ نے دعا کر کے ایک رقعہ بھجوایا جس پر درج تھا کہ اے دریائے نیل! اگر تجھے اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے تو مَیں دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے چلائے۔ آپؓ کے حکم کے مطابق وہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا تو دریا جاری ہو گیا۔ حضرت

ساریہ اسلامی لشکر کے ساتھ مشکل میں گرفتار ہوئے تو حضرت عمرؓ کی زبان پر مدینے میں یہ الفاظ جاری ہوئے کہ " یا ساریۃ الجبل" یہ الفاظ حضرت ساریہ کو میدانِ جنگ میں سنائی دیے اور یوں مسلمان بڑی تباہی سے محفوظ رہے۔ ایک دفعہ قیصرِ روم کو شدید سر درد کی شکایت ہوگئی جو ہزار علاج سے بھی ٹھیک نہ ہوا۔ بالآخر حضرت عمرؓ کی پرانی، میلی ٹوپی بطور تبرک پہننے سے خدا نے شفادی۔

حضرت عمرؓ دعا کیا کرتے کہ اے اللہ! مجھے نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے، مجھے آگ کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ! میری عمر زیادہ اور قوت کم ہوگئی ہے اور میری رعیت پھیل گئی ہے تُو مجھے ضائع کیے بغیر وفات دے دے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو یہ دعا سکھائی تھی کہ **اے۔ اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا اور میرے ظاہر کو اچھا کر۔** حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ قحط کے دنوں میں حضرت عمرؓ نے ایک نیا کام کیا جسے وہ نہ کیا کرتے تھے۔ وہ یہ تھا کہ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے اور آخر شب تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے۔ پھر آپ باہر نکلتے اور مدینہ کے اطراف میں چکر لگاتے رہتے۔ ایک رات سحری کے وقت میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ اللھم لا تجعل ھلاك امت محمد علی یدی۔ اے اللہ میرے ہاتھوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہلاکت میں نہ ڈالنا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کا طریقہ یہ تھا کہ صفیں سیدھی کروانے کے لئے ایک شخص مقرر فرمایا ہوا تھا۔ جب نماز کے لئے اقامت ہوتی تو قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے یعنی لوگوں کی طرف منہ کر کے صفیں سیدھی کر رہے ہوتے تھے۔ تم اپنی صفوں کو سیدھی رکھو۔ جب صفیں سیدھی ہو جاتیں تو پھر آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہتے۔

آپؓ اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرنے والے تھے۔ خشیتِ الٰہی کا یہ عالَم تھا کہ بوقتِ وفات آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ مَیں کسی انعام کا مستحق نہیں، مَیں صرف یہ جانتا ہوں کہ سزا سے بچ جاؤں۔

خطبہ کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ ابھی تھوڑی سی باتیں ہیں جو آئندہ ان شاء اللہ بیان ہو جائیں گی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔